قرآن مجید پر ہالٹن گب کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

A critique of Hamilton Gibb's criticisms of the Qur'an

DOI: 10.5281/zenodo.7505275

* سید فاروق عزیز

** ڈاکٹر بلال احمد

Abstract

Hamilton Alexander Rosskeen Gibb (1895-1971) is one of the orientalists. He disregarded the Qur'an's claim to be a revealed book and its historical validity. Additionally, he criticises aspects of the Qur'an such as the Day of Judgment, the Fear of God, the Mention of Prophets, the Use of the Word "Al-Rahman," etc. He therefore criticised certain Quranic passages in an effort to disprove the Quran's veracity. Aside from that, he described the Holy Quran as a work composed by Muhammad and rejected its revelation. He claimed that the prophet Muhammad had borrowed the majority of the Quran's doctrines from Jewish and Christian traditions, including the notion of the judgement day, the existence of Paradise and Hell, and references to various prophets. He also mentioned that Muhammad used the fear of God as a tool to control Muslims and to intimidate his opponents. According to him, Muhammad used the punishments of other nations, like thesssssss nation of Loot and the Egyptians, in writing the Quran. Muhammad's goal in mentioning these nations was to make his knowledge known as supernatural and the original revelation from Allah and to get people to accept it.

This paper will asnwer to Gibb's criticisms, which he raised about the Holy Qura'n.

Keywords: Revelation of the Qur'an, Prophets, Last Day, fear of God, Al-Rahman.

تمہید

ہالٹن گب (1971-1895) اپنے زمانے کا ایک جانا پہچانا مستشرق ہے۔ دوسرے مستشرقین کی طرح اس نے بھی اسلامی تعلیمات کی طرف خصوصی توجہ دیا اور اپنے علمی کام میں اسلام کے بارے میں مختلف قسم کے اعتراضات کا اظہار کیا۔ اسلام پر تنقید کے ساتھ ساتھ اس نے قرآن مجید کے اوپر بھی مختلف اور منگھڑت اعتراضات اٹھائے۔ قرآن کے بارے میں وہ فرما رہے ہیں کہ قرآن عام خطبات اور اقوال پر مشتمل ہیں جو کہ محمد ﷺ اور آپکے آصحاب نے اسے وحی من اللہ کا درجہ دے دیا۔ جیسا کہ وہ آپنے کتاب (Muhammedanism:“An Historical Survey”) میں لکھتا ہے. جس کا مختصر اًاردو خلاصہ نیچے سطور میں بیان کیا جاتا ہے۔

*پی ایچ ڈی اسکالر، تقابل ادیان، اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ تقابل ادیان، اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد

وہ قرآن کے وحی سے منکر ہے۔ اور اسے انسانی تخلیق قرار پا رہے ہیں اور ساتھ ہی وہ قرآن کے مقدس تعلیمات کو ایک تھکا دینے والا، الجھا ہوا اور ناقص قرار دیتے ہیں۔ گب نے وحی کے بارے میں کچھ یوں لکھ دیا کہ، محمد ﷺ نے وحی کو بطور آلہ استعمال کیا، تاکہ دوسروں پر اپنا مرضی اور اپنے مرضی کے مطابق فیصلے مسلط کر لے۔ وہ قرآنی عقائد کے بارے میں الزام تراشی کرتے ہوئے لکھتے ہے کہ یہ یہود اور عیسائیوں کی تعلیمات سے اخذ کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی قرآن میں مذکور الانبیاء کو بھی یہود و نصاریٰ کی مذھبی کتب سے ماخوذ گردانتے ہیں۔ قرآن میں نظریہ حیات بعد الموت کا جو تذکرہ ہے، گب اسے سریانی عیسائی پادریوں اور راہبوں کی تحریروں میں مذکور نظریہ حیات بعد الموت کے متوازی قرار دیتے ہے، یعنی گب کے نزدیک مسلمانوں نے یہ نظریہ عیسائی تعلیمات سے اخذ کیا ہے۔ قرآن میں مذکور خوف خدا کے بارے میں لکھتے ہے، کہ محمد نے اسے بطور ایک ہتھیار استعمال کیا کیونکہ اس خوف خدا کے رو سے محمد نے اپنے اصحاب کو جوڑے رکھا اور ایک بڑی گروپ تشکیل دے دیا جو اپنے اپ کو مسلمان کہنے لگے۔ وہ قرآن میں آپ ﷺ کے اس دعوے کو بھی مسترد کرتا ہے کہ، محمد ﷺ سے پہلے بھیجے گئے تمام انبیاء ورسل نے اس توحید کا تعلیم دیا ہے جو مسلمانوں کے ہاں مشہور ہے۔ وہ اپنے بغض اسلام اور قرآن میں مذکور قصص الانبیاء کے بارے میں اس حد تک بڑھ گیا، کہ یہ جو قرآن میں مختلف اقوام کے ہلاکتوں کا ذکر ہیں مثلاً، قوم نوح، قوم لوط اور مصری وغیرہ، کہ ان اقوام کے ذکر سے محمد ﷺ صرف ایک ہی مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے اور وہ یہ کہ وہ اپنے علم کی مافوق الفطرت اور اصل وحی من اللہ قرار پائے اور لوگ اسے تسلیم کر لیں۔[1]

مختصراً یہ کہ، گب نے نزول القرآن، قرآن میں ذکر الانبیاء، قرآن میں یوم آخرت کا تذکرہ، قرآن میں خوف خدا کا تذکرہ، قرآن میں الرحمن کا تذکرہ وغیرہ کو تنقید کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ مسلمان گب کو جان سکے کہ وہ کون ہے اور اس نے کیوں قرآن کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

زیر نظر مقالہ گب اور قرآن کے بارے میں اعتراضات کا عقلی اور نقلی جائزہ لے گا. اور قاری پر واضح کرے گا، کہ گب کی اعتراضات کا حقیقت کیا ہے۔

سابقہ تالیفات کا جائزہ

Critical Study on the Fallacies of H.A.R. Gibb's View on Modernity of Islamic Thought (2021). Imam Toriqor Rahmansyah.

گِب کا مطالعہ عربی ادب، تاریخ اسلام اور اسلامی تہذیب پر مرکوز تھا اور ان کی نظر میں اسلام کا اصل عنوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور تعلیمات تھے۔ جدید اسلامی فکر کے بارے میں گِب کا سروے دو نکات پر مشتمل تھا: ایک یہ تھا کہ اسلام کے

بنیادی اصولوں سے آغاز کیا جائے اور عصری حالات کی روشنی میں ان کو دوبارہ بیان کیا جائے۔ دوسرا یہ تھا کہ ایک منتخب مغربی فلسفے سے آغاز کیا جائے اور مسلم نظریے کو اس کے ساتھ مربوط کرنے کی کوشش کی جائے۔ مصنف نے اسلام کے بارے میں گِب کی تحقیق پر تنقید کی اور اس کا آغاز "جدیدیت" اور "تجدید" میں فرق کرتے ہوئے کیا، کیونکہ جدیدیت، ان کا دعویٰ ہے کہ، ایک مغربی اصطلاح ہے جس سے مراد کسی خیال، نظریے یا رجحان کی جدیدیت کے ساتھ ساتھ اس میں ترمیم کرنا ہے۔ سائنسی ترقی اور جدید مغربی ثقافت سے پیدا ہونے والے نئے حالات کے مطابق ڈھالنے کے لیے پرانی روایات، ادارے وغیرہ۔ جبکہ "تجدید" سے مراد اسلام کے اصل ماخذ، قرآن اور سنت دونوں کی طرف واپسی ہے، نیز ایک ایسا نظام فکر جو سائنس کی مدد سے ثقافتی اور فلسفیانہ عناصر کے بجائے وحی سے حقیقت اور سچائی کے اپنے وژن کو پیش کرتا ہے۔ پس جدیدیت اسلامی تعلیمات میں نہیں پائی جاتی جبکہ تجدید ہے، کیونکہ یہ صراط مستقیم کی طرف لوٹنا ہے۔

رؤية المستشرق هاملتون جب لمعوقات الوحدة الإسلامية من خلال كتاب وجهة الإسلام(دراسة تحليلية) دكتور/ رمضان حميدة محمد أبو علي (2021) .گِب نے اسلام کو ایک طاقتور مذہب کے طور پر بیان کیا جو مفتوحہ ممالک پر اپنی ثقافت اور نظام مسلط کرتا ہے اور ان کے رسم و رواج کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مصنف نے اسلامی تعلیمات کے شواہد کے ساتھ گِب کے دعوے کی تردید کی، اور یہ دعویٰ کیا کہ اسلام نے مسلمانوں کو بغیر کسی وجہ کے غیر مسلموں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کرنے سے منع کیا ہے۔ مسلمان دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش ہرگز نہیں کرتے۔ گِب نے خلیفہ کے اخلاق پر سوال اٹھائے اور ان پر لالچ اور بربریت کا الزام لگا کر اسلامی سیاسی ڈھانچے کے بارے میں بھی تشویش کا اظہار کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان خلفاء نہ بدعنوان تھے نہ لالچی اور نہ ظالم۔ گِب کے مطابق، اسلامی سیاسی نظام نے اتحاد کے احساس کو ناکام بنا دیا ہے لیکن مصنف نے اس کی بنیاد غلط معلومات اور غلط فہمیوں پر رکھی ہے کیونکہ اسلام میں سیاسی مظاہر لوگوں کو متحد کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔

ہالٹن گب کا مختصر تعارف: اس سکالر کا پورا نام "ہالٹن الیگزینڈر روسکین گِب" Hamilton Alexander Rosskeen Gibb ہے. وہ ۲ جنوری ۱۸۹۵ء کو اسکندریہ مصر میں پیدا ہوئے اور ۷۶ سال کی عمر میں ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۱ کو Shipston-on-Stour, Warwickshire, England) میں وفات پا گئے۔ [2] اس کی تعلیم اسکاٹ لینڈ میں ایڈنبرا رائل ہائی اسکول (Edinburgh Royal High School) اور ایڈنبرا یونیورسٹی (Edinburgh University) میں ہوئی، جس میں اس نے سامی زبانیں (عبرانی، عربی اور آرامی) پڑھتے ہوئے ۱۹۱۲ء میں داخلہ لیا. ۱۹۱۴-۱۸ء کو پہلی جنگ عظیم میں رائل فیلڈ آرٹلری (Royal Field Artillery) میں خدمات انجام دئیں۔ ۱۹۲۲ء کو سکول آف اورینٹل اسٹڈیز، لندن

یونیورسٹی (School of Oriental Studies, the University of London) سے ایم اے عربی کی ڈگری حاصل کی[3]۔ ۱۹۲۶ء میں اس نے مشرق وسطیٰ کا اپنا پہلا طویل دورہ کیا اور عصری عربی ادب کا مطالعہ شروع کیا۔ 1929ء میں انہیں لندن یونیورسٹی میں عربی تاریخ اور ادب کا استاد مقرر کیا گیا اور بعد میں سکول کے چیئر پر فائز ہوئے جو کہ 1937ء تک یہ عہدہ ان کے پاس رہا۔ اس نے ۱۹۳۷ء سے ۱۹۵۵ء تک آکسفورڈ یونیورسٹی (Oxford University) میں بطور عربیک پروفیسر خدمات انجام دیئے۔[4] ۱۹۵۵ء کو ہملٹن ہارورڈ یونیورسٹی (Harvard University) میں پروفیسر بھرتی ہوئے اور ۱۹۵۷ میں وہ سینٹر فار مڈل ایسٹرن اسٹڈیز (Center for Middle Eastern Studies) کے ڈائریکٹر بنے۔ ۱۹۶۴ء میں وہ ہارورڈ کی تدریسی فیکلٹی سے بطور پروفیسر ریٹائر ہوئے۔[5]

گب نے اسلام کے متعلق بہت سا تحقیقی کام کیا ہے۔ مگر اس نے صحیح احادیث اور سیرت النبی کی طرف توجہ نہیں دی بلکہ دیگر مستشرقین کی منگھڑت روایات اور غیر مستند تواریخ کو اپنے توجہ کا مرکز بنایا۔ علّامہ شبلی نعمانی کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور مستند سوانح عمری صرف آحادیث صحیحہ کے کتب میں ملتا ہے، جس سے مستشرقین بالکل بے خبر ہیں۔[6] اس کے تحقیقی کام میں سے چند نمایاں کتب درجہ ذیل ہیں.

The Arab conquests in central Asia. Digi-Cat, 2022. یہ کتاب آکسس (Oxus) کی تاریخ سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں اسلامی فتوحات کا تذکرہ ہے۔ قطیبہ کی فتح، ترک کاؤنٹر اسٹروک اور ٹرانسکسانیا (Transoxania s) کی دوبارہ فتح کی تاریخ ملتی ہے۔ Modern trends in . .Islam. University of Chicago Press, 2022 اس کتاب میں گب نے اسلامی فکر کی بنیاد، اسلام میں مذہبی کشیدگی، جدیدیت کا اصول، جدید مذہب، قانون اور معاشرہ, اور دنیا میں اسلام کی صورتحال پر بحث کیا ہے۔ *Islamic Society and the West. Oxford University Press, 1950.* اس کتاب میں سلطنت عثمانیہ اور ان کا قانون، خلافت اور سلطنت، عرب صوبوں میں حکومت اور انتظامیہ، کسان: زمین کی مدت اور زراعت، شہر کی صنعت اور تجارت وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔

آگے بڑھتے ہوئے یہ مقالہ گب کا قرآن کے بارے میں مختلف الانواع اعتراضات کا نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ نقلی اور عقلی دلائل کے روشنی میں پرکھے گا۔

- **نزول قرآن:**

گب نے جب اسلام کے بارے میں اپنا قلم اٹھایا تو اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اسلام کے بنیادی اساس یعنی قرآن پر بھی مختلف اعتراضات کئے۔ اولا توگب نے قرآن کی تاریخیت (Historicity) کا انکار کیا. یعنی گب قرآن کو منزل من اللہ نہیں مانتے اور اسے محمد ﷺ کا تصنیف قرار دیا، جیسا کہ وہ اپنے کتاب میں یوں اظہار کرتے ہے:

"THE KORAN is the record of those formal utterances and discourses which Mohammed and his followers accepted as directly inspired. Muslim orthodoxy therefore regards them as the literal Word of God mediated through the angel Gabriel."7

قرآن ان رسمی کلمات اور تقریروں کا ریکارڈ ہے جنہیں محمد اور ان کے پیروکاروں نے براہ راست وحی کے طور پر قبول کیا۔ لہٰذا مسلم آرتھوڈوکس کا یہ عقیدہ ہے، کہ یہ حضرت جبرائیل کے زریعے اللہ نے نازل فرمایا۔

اپنے دوسرے کتاب میں وہ قرآن کے بارے میں کچھ یوں لکھتے ہیں:

It is a volume of discourses delivered by Muhammad during the last twenty years or so of his life, consisting mainly of short passages of religious or ethical teachings, arguments against opponents, commentaries on current events and some rulings on social and legal matters.[8]

یہ محمد کی طرف سے اپنی زندگی کے آخری بیس سال یا اس سے زیادہ عرصے کے دوران پیش کیے گئے خطابات کا ایک حجم ہے، جس میں بنیادی طور پر مذہبی یا اخلاقی تعلیمات کے مختصر اقتباسات، مخالفین کے خلاف دلائل، موجودہ واقعات پر تبصرے اور سماجی اور قانونی معاملات پر کچھ احکام شامل ہیں۔

گب کے ان آراء سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قرآن کو صرف رسمی کلمات اور تقاریر کا مجموعہ مانتے ہے۔ یعنی وہ قرآن کو اللہ جل جلالہ کا کتاب نہیں مانتے اور اسے انسانی تصنیف قرار دیتے ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن حضرت جبرائیلؑ کے واسطے اللہ تعالی نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر انسانوں کی رہنمائی کے لئے نازل کیا۔ مسلمانوں کے اس عقیدے کے بارے میں عقلی اور نقلی دلائل موجود ہیں۔

گب نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے قرآن کو مکہ، مدینہ، نجران اور یمن کے یہود و نصاری کے سکالرز سے علم حاصل کرکے خود تصنیف کیا۔ گب کا یہ اعتراض کم علمی اور تعصب پر مبنی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ عامی تھے، پڑھنا اور لکھنا نہیں جانتے تھے۔ جو کہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی کا بھی تلمیذ نہیں رہا۔ اگر غور کیا جائے تو ایک انسانی تصنیف میں کوئی نہ کوئی خامی ضرور رہ جاتی ہے جو کہ ایک قاری اس کا نشاندہی کرتا ہے اور بعض اوقات اسے چیلنج بھی کرتا ہے یا اس کے رد میں جوابی تصنیف لکھتا ہے۔ جبکہ قرآن آج سے ۱۴۰۰ برس پہلے نازل ہوا اور اپنے قارئین کو کھلا چیلنج دیا ہے، کہ اگر طاقت ہو تو

تصنیف لاو ایک کتاب قرآن جیسا یا اس سے بہتر۔ قرآن کا یہ چیلنج اور اعجاز آج بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی قرآن میں فرماتے ہیں: أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ. فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ [9] یا وہ کہتے ہیں کہ اس (رسول) نے اس (قرآن) کو از خود گھڑ لیا ہے، (ایسا نہیں) بلکہ وہ (حق کو) مانتے ہی نہیں ہیں. پس انہیں چاہئے کہ اِس (قرآن) جیسا کوئی کلام لے آئیں اگر وہ سچے ہیں. مطلب یہ ہوا کہ قرآن آپ ﷺ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف سے آخری الہامی کتاب ہے جو کہ اللہ نے حضرت جبرئیلؑ کے وساطت سے آپ ﷺ پر نازل فرمایا اور اسی طرح محمد ﷺ خاتم النبین ہے، اسلئے آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آیا ہے اور نہ آئیگا۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ فرماتے ہیں: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا. [10] یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں' اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے. صاف ظاہر ہے کہ قرآن کوئی انسانی تصنیف ہرگز نہیں، قرآن اس بات کا گواہ ہے کہ انکار کرنے والے طرح طرح کے بہانے ڈھونڈتے ہیں، جیسا کہ فرمایا گیا: وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِنْ هَٰذَآ إِلَّآ إِفْكٌ ٱفْتَرَىٰهُ وَأَعَانَهُۥ عَلَيْهِ قَوْمٌ ءَاخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَآءُو ظُلْمًا وَزُورًا. وَقَالُوٓاْ أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ ٱكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا. قُلْ أَنزَلَهُ ٱلَّذِي يَعْلَمُ ٱلسِّرَّ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا. [11] اور کافروں نے کہا یہ تو بس خود اسی کا گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے جس پر اور لوگوں نے بھی اس کی مدد کی ہے، دراصل یہ کافر بڑے ہی ظالم اور سرتاسر جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں. اور یہ بھی کہا کہ یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں جو اس نے لکھا رکھے ہیں بس وہی صبح وشام اس کے سامنے پڑھے جاتے ہیں. کہہ دیجئے کہ اسے تو اس اللہ نے اتارا ہے جو آسمان وزمین کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ بے شک وہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے.

بعض ایسے غیر مسلم سکالرز بھی ہیں جو قرآن کو الہامی کتاب مانتے ہے۔ چند مثالیں ذیل میں دی جاتی ہیں.

کیرن آرمسٹرانگ (karen armstrong)

اس کی سوچ گب کے برعکس ہے، کیونکہ گب محمد ﷺ کے نبوت کا انکار کرتا ہے اور ساتھ میں یہ بھی اعتراض کرتا ہے کہ قرآن کو آپ ﷺ نے خود تصنیف کیا ہے لیکن کیرن آپ ﷺ کے نبوت کو تسلیم کرتی ہے اور قرآن کو بھی الہامی کتاب مانتی ہے، جیسا کہ اس نے اپنے کتاب میں واضح کیا ہے:

The Prophet Muhammad receives the first revelations in 610 AD of the Quran in Mecca and, two years later, begins to preach. 1 2

وہ آپنی کتاب میں لکھتی ہے کہ ۶۱۰ عیسوی کو محمد ﷺ پر قرآن نازل ہوا۔

کیرن آرمسٹرانگ کے اس رائے سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ قرآن کے بارے میں وہی سوچ رکھتی ہے جو مسلمانوں کا ہیں۔ یہ اقرار بھی کرتی ہے کہ آپ ﷺ ناخواندہ تھے اور یہ تسلیم کرتی ہے کہ قرآن محمد ﷺ پر وقتاً فوقتاً ۲۳ سال کے طویل عرصے میں مکمل نازل ہوا۔

جان لوئس اسپازیٹو (John Louis Esposito)

علوم اسلامیۃ میں مہارت رکھنے والے یہ مغربی مفکر نزول القرآن کو مانتے ہے، اور آپ ﷺ کو دوسرے ملت ابراہیمی میں بھی شمار کرتے ہے۔ وہ اپنے کتاب میں کچھ یوں لکھتے ہے:

The rise of a new religious movement and the inauguration of a new stage in world history would have seemed unthinkable. Yet, this occurred with the revelation of the Quran and under the leadership of the Prophet Muhammad. Islamic religion and the activity of the Muslim community produced a new empire and a rich civilization. [13]

ایک نئی مذہبی تحریک کا عروج اور عالمی تاریخ میں ایک نئے مرحلے کا آغاز ناقابل تصور لگتا تھا لیکن یہ قرآن کے نزول کے ساتھ اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ہوا۔ اسلامی مذہب اور مسلم کمیونٹی کی سرگرمیوں نے ایک نئی سلطنت اور ایک بھرپور تہذیب کو جنم دیا۔

اسپازیٹو کے اس تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ محمد ﷺ کو اللہ کا نبی مانتے ہے اور ساتھ ساتھ قرآن کی حقانیت کو بھی۔ کیرن اور اسپازیٹو کی آراء گب کے رائے کے برعکس ہیں، کیونکہ ان دونوں کے نزدیک قرآن اللہ کی طرف سے محمد ﷺ پر وحی کی صورت میں نازل ہوا، جس سے گب انکاری ہے۔

- **قرآن میں ذکر الانبیاء**

قرآن میں اللہ تعالی نے انبیاء کا ذکر کیا ہے۔ گب اس کے اوپر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہے کہ ان انبیاء کو آپ ﷺ نے اہل کتاب سے اخذ کرکے اپنے تصنیف کردہ قرآن میں ذکر کیا۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہے:

Altogether, twenty-eight Prophets are mentioned in the Koran. Of these, four (if Luqman be included) are Arabian, eighteen are Old Testament figures, three (Zechariah, John the Baptist, and Jesus) are of the New Testament. [14]

گب کی علمی تناظر میں قرآن مجید میں مجموعی طور پر اٹھائیس انبیاء کا ذکر ہے۔ ان میں سے چار (اگر لقمان کو شامل کیا جائے) عربی ہیں، اٹھارہ عہد نامہ قدیم کی شخصیات ہیں، تین (زکریا، یوحنا بپٹسٹ، اور عیسیٰ) نئے عہد نامہ کے ہیں۔

گب کے نظر میں قرآن میں ۲۸ انبیاءؑ کا ذکر ہے، حالانکہ وہ آپ ﷺ کے علاوہ ۲۵ ہیں۔[15] یہاں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ گب قرآن کے بارے میں نہیں جانتے تھے اور منگھڑت روایات کا سہارا لیا۔ ساتھ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان ذکر کردہ انبیاء کو آپ ﷺ نے دوسرے مذاہب سے اخذ کیا۔ اگر گب کے اس انداز بیان پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ کس باریک بینی سے قرآن پر تنقید کرتا ہے۔ قرآن میں مذکور انبیاء کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے، کہ انکو محمد ﷺ نے اپنے علمی فوقیت ثابت کرنے کے لئے قرآن میں استعمال کیا ہے، جیسا کہ وہ لکھتے ہے:

New prophetic narratives -the stories of Joseph and John the Baptist, the first draft of the story of Jesus, stories of David and Solomon, of the Two-horned, the Seven Sleepers, and other figures to demonstrate the supernatural origin of his knowledge.16

نئ پیشن گوئی کی داستانیں- جوزف اور یوحنا بپتسمہ دینے والے کی کہانیاں، یسوع کی کہانی، داوءد، سلیمان، ذوالقرنین اور کہف والوں کی کہانیاں وغیرہ ، اس کے (آپ ﷺ) علم کی مافوق الفطرت اصلیت کو ظاہر کرنے کے لیے شامل کیا گیا۔

حالانکہ یہ بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو قرآن میں ایک خاص مقصد کے لئے ذکر فرمایا ہے۔ اولاً یہ کہ مسلمانوں کو پتہ چل جائے کہ تمام انبیاء کو اللہ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمائیں، جو آدمؑ سے شروع ہو کر محمد ﷺ کے نبوت پر یہ سلسہ ختم ہوا۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ اللہ نے اس لئے بند فرمایا کیونکہ دین اسلام ایک حرکی مذہب (Dynamic religion) ہے۔[17] ثانیاً یہ کہ یہ اُولو العزم تھیں، اور ان کے واقعات سے آپ ﷺ کو تسلی ملے۔[18]

"لأنهم قاوموا و صبروا على أذى أقوامهم في سبيل دعوتهم، وثبتوا على الاستمرار بتبليغها إلى الناس ، وكان صبرهم وثباتهم مميزا. ونبينا محمد إيضا من أولي العزم، والمراد بذكر هؤلاء الأنبياء تسلية لرسولنا محمد". [19]

کیونکہ ان انبیاء نے دعوت الی اللہ میں بہت سے تکالیف برداشت کئے اور اپنے منصب، ذمہ داری اور محنت میں ثابت قدم رہیں۔ اسلئے ان کے ذکر سے مراد محمد ﷺ کو تسلی دینا مراد ہے۔ ثالثاً یہ کہ مسلمان ان واقعات سے عبرت حاصل کریں، یعنی کہ جن اقوام نے اپنے نبی کی تکذیب اور پیروی کرنے سے انکار کر دیا اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا۔

- **قرآن میں یوم آخرت کا تذکرہ**

قرآن میں مذکور یوم آخرت کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ہیں کہ یہ حق اور سچ ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ سب انسانوں کو اکٹھا کریگا اور ان کے اعمال کے مطابق انہیں جزا اور سزا دے گا۔ لیکن گب کے نظر میں یہ عقیدہ محمد ﷺ نے عیسائیوں سے لے کر قرآن میں شامل کیا ہے، جیسا کہ وہ رقمطراز ہے:

The details about the process of the Judgement and even the pictorial presentation of the joys of Paradise and torments of Hell, as well as several of the special technical terms employed in the Koran, are closely paralleled in the writings of the Syrian Christian fathers and monks.20

قرآن میں یوم آخرت کے بارے میں تفصیلات، جنت کی خوشیاں، جہنم کا عذاب اور استعمال کی گئی خصوصی تکنیکی اصطلاحات، سریانی عیسائی پادریوں اور راہبوں کی تحریروں میں قریب سے متوازی ہیں۔

گب اعتراض کر رہے ہے کہ وہ عقیدہ، جس نے محمد ﷺ کو سب سے زیادہ اپنے طرف راغب کیا، وہ آخرت کا عقیدہ تھا۔ جو کہ آپ نے عیسائی روایات سے اخذ کرکے قرآن میں شامل کیا ہے۔

گب یہ اعتراض اس لئے کر رہے ہے کیونکہ وہ آپ ﷺ کے نبوت کا منکر ہے۔ لیکن محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہے اور تمام انسانوں کے رہنمائی کے لئے مبعوث ہوئے۔ دیگر انبیاء کے طرح آپ نے بھی لوگوں کو حقیقی توحید کا درس دیا۔ اللہ کا وہ پیغام دوسروں تک پہنچایا جو انسانوں کے لئے دونوں جہانوں میں کامیابی کا واحد زریعہ ہے.

سب انبیاءؑ نے اپنے قوموں کو توحید کا درس دیا تھا اور آخرت کے بارے میں آگاہ کیا۔ اسلئے قرآن میں آخرت کو اہمیت دی گئی اور اس کو اسلام میں ایک اہم مقام حاصل ہوا کیونکہ آخرت کی زندگی لافانی اور حقیقی ہے اور دنیاوی اس کے برعکس۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: ماالدنیافي الآخرۃ إلا مثل مایجعل أحدکم أصبعہ في الیم فلینظر بم یرجع 21۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے تو دیکھے کہ وہ کیا لوٹاتا ہے. اصلاً زندگی تو ایک ہی ہے جو موت کے دراوزے سے گزر کر شروع ہوتی ہے، پائیدار، باقی رہنے والی، دائمی اور ہمیشہ کی زندگی قرار پاتی ہے۔

ایمان کے بعد فکر آخرت ہی انسانی زندگی کو سنوارنے، اس کو حقیقی کردار کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے بہت ضروری ہے کیونکہ یہ انسانی جمود کو توڑنے کا نہایت موثر ذریعہ ہے کیونکہ جب انسان بے عمل بنے اور اپنے مقصد حیات کو بھول جائے، تو یہ فکر انسان کے جمود کو توڑنے اور پریشانیوں سے کاٹ کر آخرت کے شعور کی طرف لانے کے لیے نہایت موءثر ذریعہ ہے۔ لہذا یہ امر ضروری ہے کہ انسان اپنے اوخروی زندگی کے لئے اس دنیاوی زندگی میں اچھی طرح تیاری کرلے، جیسا کہ قرآن میں اللہ فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ.

[22] اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھتے رہنا چاہئیے کہ اس نے کل (قیامت) کے لئے آگے کیا بھیجا ہے، اور

تم اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ اُن کاموں سے باخبر ہے, جو تم کرتے ہو۔ یہ دنیاوی زندگی ایک امتحان گاہ کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کا نتیجہ ہم آخرت میں ہی پائینگے، کہ ہم کس پوزیشن پر ہیں، جیسا کہ فرمایا گیاہے: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِۦ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ. [23]جس نے نیک عمل کیا تو اُس نے اپنی ہی ذات کے (نفع کے) لئے (کیا) اور جس نے گناہ کیا سو (اُس کا وبال بھی) اسی کی جان پر ہے، اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے.

- **قرآن میں خوف خدا کا تذکرہ**

قرآن میں مذکور خوف خدا کے بارے میں گب باریک بینی سے اعتراض کر رہے ہے۔ وہ محمد ﷺ کے خوف خدا کو منفی سوچ سے دیکھتے ہے۔ لکھتے ہے کہ قرآن میں جو خوف خدا کا ذکر ہے، وہ آپ ﷺ پر تمام عمر کے لئے حاوی رہا اور آپ نے اس کو بطور ہتھیار اپنے نئے مذہب کے تبلیغ کے لئے استعمال کیا اس بارے میں وہ کچھ لکھتے ہے:

The fear of God's 'wrath to come' dominated his thought throughout his later life. It was for him not only, nor even chiefly, a weapon with which to threaten his opponents, but the incentive to piety and good works of every kind.24

خدا کے غضب کا خوف آپ ﷺ کی سوچ پر زندگی بھر حاوی رہا یہ ان کے لیے نہ صرف ایک ایسا ہتھیار تھا جس سے اپنے مخالفین کو ڈراتا تھا بلکہ تقویٰ اور ہر طرح کے نیک کاموں کی ترغیب تھی۔

اس خوف خدا پر تنقید کرنے کے بجائے گب کو یہ سوچنا چاہئے تھا کہ یہ جو قرآن میں عیسائیوں کے نظریئے کے خلاف خوف خدا پر اتنا زور دیا گیاہے، اس کی حقیقت کیا ہے اور ایک انسانی ذھن پر کیا اثارات مرتب کرتے ہیں۔ تو شائد پھر گب یوں گویا نہ ہوتے.

حقیقت تو یہ ہے کہ، یہ اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ کی انسانوں کے ساتھ محبت تھی اور وہ نہیں چاہتے کہ بنی نوع انسان اپنے اخروی زندگی میں ناکام ہو۔ قرآن میں خوف خدا کو ذکر کیا گیا کیونکہ اس زمانے کے لوگوں نے اللہ کو بھولا دیا تھا۔ اگر تجرباتی طور پر مشاہدہ کیا جاءے کہ ایک نوکر پر اپنے مالک کا خوف نہ ہو تو پھر وہ سستی سے کام لیتا ہے اور اپنے ذمہ داری کو صحیح طور پر ادا نہیں کرتا، جس طرح مالک توقع رکھتا ہے۔ اسلئے خوف خدا کا ایک انسانی زندگی کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ اگر انسان کے دل و دماغ میں خوف خدا موجود ہو تو پھر اسے ہر وقت اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا ہے، خواہ دنیاوی معاملات ہو یا دینی۔ جیسا کہ فرمایا گیاہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ[25] اے ایمان والو! اگر تم اللہ کا تقوٰی اختیار کروگے (تو) وہ تمہارے لئے حق و باطل میں فرق کرنے والی حجت (وہدایت) مقرر فرمادے گا اور تمہارے (دامن) سے تمہارے گناہوں کو مٹادے گا اور تمہاری مغفرت فرمادے گا، اور

اللہ بڑے فضل والا ہے،

ہر وقت خوف خدا کا خیال رکھنے والا اس سوچ اور کوشش میں رہتا ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، کہیں مجھ سے ناراض نہ ہو جاءے. تو اس کیوجہ سے اس دنیا میں امن قائم ہو جائیگا کیونکہ اس خوف خدا سے انسان کو اپنی ذمہ داری اور حقوق کا بخوبی احساس ہوتا ہے۔ حقیقی مسلمان اللہ کے سواء کسی سے بھی نہیں ڈرتا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ سب کچھ اللہ کے کنٹرول میں ہیں۔ اس خاص وصف کو تمام انبیاء نے اپنایا تھا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا.[26] وہ (پہلے) لوگ (پیغمبر) اللہ کے پیغامات پہنچاتے تھے اور اس کا خوف رکھتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے، اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے.

خوف خدا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس سے ایک انسان کے دل میں خدا کا پیار اور ایمان بڑھتا ہے۔ اس خوف کیوجہ سے ایک انسان اللہ کے ناپسندیدہ اعمال سے دور رہتا ہے اور اچھے کاموں کیطرف تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ اس کا منفی سوچ دفن ہوتی ہے اور وہ اپنے کردار و گفتار میں ایک آئیڈل انسان بن جاتا ہے۔[27]

- **قرآن میں الرحمن کا تذکرہ**

گب اپنے علم کے مطابق یہ اعتراض کر رہے ہے، کہ محمد ﷺ نے خدا کے لئے "الرحمٰن" کا لفظ استعمال کیا، جو قبل از اسلام عرب کے علمی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ وہ رقمطراز ہے:

At one time, indeed, Mohammed adopted a name for God which pre-Islamic inscriptions show to have been current in Arabia Ar-Rahman, 'The Compassionate One" and this term survived in the formula prefixed to every Sura of the Koran.[28]

ایک وقت میں، واقعی، محمد نے خدا کے لیے ایک ایسا نام اختیار کیا جو قبل از اسلام کے نوشتہ جات سے ظاہر ہوتا ہے کہ الرحمٰن عرب میں موجود تھا، 'رحم کرنے والا' اور یہ اصطلاح قرآن کی ہر سورت سے پہلے ایک انداز میں زندہ اور جاری رہا۔

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ کو محمد ﷺ نے کسی سے بھی نقل نہیں کیا، بلکہ یہ قرآنی آیت کا حصہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَ إِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ.[29] بیشک وہ (خط) سلیمان (علیہ السلام) کی جانب سے (آیا) ہے اور وہ اللہ کے نام سے شروع (کیا گیا) ہے جو بے حد مہربان بڑا رحم فرمانے والا ہے

بِسمِ اللہ سورۃ النمل کی مستقل آیت ہے اور یہ ہر سورۃ کے شروع میں اس لئے لایا گیا ہے تاکہ قرآنی سورتوں کے درمیان تفریق واقع ہو جائے, یعنی اس کلمہ کے لانے سے پتہ چل جاتا ہے کہ ایک سورت ختم ہو کر دوسری شروع ہو جاتی ہے۔[30]

گب کو رحمٰن کے استعمال پر اعتراض ہے۔ اگر کلمہ رحمٰن پر حقیقی معنوں میں غور کیا جائے، تو یقیناً انسان اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرے گا۔ کیونکہ انسان کو اللہ نے اپنا خلیفہ بنا کر کرۂ ارض پر ایک خاص مقصد یعنی عبادت کے لئے بھیجا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ. [31] اور میں نے جنّات اور انسانوں کو صرف اسی لئے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں. بندگی سے مراد ہے کہ انسان اس دنیاوی زندگی کے ہر شعبے میں اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ اصولوں کے مطابق عمل کرکے زندگی بسر کرے گا، جو کہ رضائے الٰہی کا سبب بنتا ہے۔ آج اگر سوچا جائے، تو وہ کونسا غلط کام اور گناہ ہے جو انسان نہ کر رہا ہو۔ ساری دنیا اللہ کی نافرمانیوں سے بھری پڑی ہے، لیکن انسان پھر بھی سکون کی زندگی جی رہا ہے۔ یہی تو رحمٰن ہے جو ان سب بداعمالیوں کے باوجود انسانوں سے جینے کا حق نہیں چھینتا۔ اس کے برخلاف اگر کوئی بندہ اپنی انسانی مالک کی کوئی نافرمانی کرے تو مالک کا غصہ بھڑک جاتا ہے۔ ایک واضح اور سادہ سا مثال پیش کیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ اگر انسان اپنی روزمرہ زندگی کی استعمال کے لئے کوئی چیز خرید لیتا ہے اور وہ چیز اپنا فنکشن چھوڑ دے، تو اس چیز کی مقدر پھر کوڑادان ہے۔ اب اس کو انسان پر لاگو کرے، یعنی انسان کو بھی اللہ نے ایک خاص مقصد کے لئے تخلیق ہے، اور وہ اس مقصد کی ادائیگی میں نان فنکشنل بن چکا ہے، پھر بھی رحمٰن اپنے بندے کو کوڑادان میں نہیں پھینکتا بلکہ مہلت پہ مہلت دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں الرحمٰن کا کلمہ استعمال ہوا ہے اور ساتھ یہ بھی کہ انسان کو اپنے خالق و مالک کی پتہ چل جائے، کہ وہ اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے۔

- **نتائج بحث**

قرآن آپ ﷺ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کیطرف سے حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے محمد ﷺ پر نازل ہوا، جو لگ بھگ ۲۳ سال کے عرصے میں مکمل ہوا۔ یہ قرآن تمام علوم کا احاطہ کرتا ہے، اس کی بنیادی تعلیمات توحید، رسالت، عبادات، معاملات اور حیاۃ بعد الموت ہیں۔ اس کتاب کے تمام تعلیمات حق اور سچ ہیں۔ گب نے جو اعتراضات قرآن اور اس کے بنیادی تعلیمات کے بارے میں اٹھائے ہیں، اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس کے سارے اعتراضات منگھڑت ہیں۔ اپنے اعتراضات کو تقویت بخشنے کے لئے گب نے ان مستشرقین کے لٹریچر سے استفادہ اور سہارہ لیا ہے، جو اسلام کے بارے میں منفی سوچ رکھتے تھے۔ اسلئے اس مقالے میں گب کے اعتراضات کا عقلی اور نقلی دلائل سے رد کیا گیا ہے۔

حوالہ جات

---

[1] H.A.R Gibb, Muhammedanism: "An Historical Survey" (p: 35-53) Oxford University Press New York, 1962.

[2] https://en.wikipedia.org/wiki/H._A._R._Gibb.

[3] A. K. S. Lambton "Obituary: Sir Hamilton Alexander Roskeen Gibb" Bulletin of the School of Oriental and African Studies, University of London, 1972, Vol. 35, No. 2 (1972), pp. 338-345

[4] Abid

5 Abid

6 مولانا شبلی نعمانی، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الفیصل ناشران، لاہور پاکستان، ج 1 ص 6

7Muhammedanism: A historical survey, 35

8 Modern trends in Islam, 3

9 سورۃ الطور: 33

10 سورۃ احزاب، آیت: ۴۰

11 سورۃ الفرقان، آیات: ۴-۶

12 Armstrong, Karen. Islam: A short history. Vol. 2. Modern Library, 2007. P: xiii.

13John Louis Esposito, Islam: The straight path . Oxford University press (1998) 3

14 Muhammedanism: "An Historical Survey" 58

15 ان میں سے اٹھارہ انبیاء کا ذکر تو سورہ انعام ہی میں ملتا ہے وہ ہیں : اِسحاق، وھارون، ویوسف، وإبراھیم، وأیوب، ویعقوب، وزکریا، ویحیی، ونوح، وداوود، وموسی، وسلیمان، وعیسی، وإلیاس، والیسع، وإسماعیل، ولوط، ویونس علیھم الصلاۃ والسلام۔اور بقیہ سات انبیاء (آدم، ادریس ، ھود، صالح، شعیب ، ذوالکفل اور محمد ﷺ) آل عمران، شعراء ،بقرۃ ،ھود اور انبیاء وغیرہ میں ملتا ہے https://forum.mohaddis.com/36078) قرآن-میں-محمد-ﷺاور-دیگر-انبیاء-کا-ذکر(

16 Muhammedanism: "An Historical Survey" 42

17 Allama Muhammad Iqbal, Reconstruction of religious thought.Dodo press Publisher 1930), 175

18 تفسیر اِبن کثیر، ص:194، الجزء:7

19 سید فاروق عزیز، تفسیر سورۃ الزخرف: دراسۃ موضوعیۃ تحلیلیۃ(رسالۃ الماجستیر، ۲۰۱۶)، ص:77

20Muhammedanism: "An Historical Survey" 39

21 أخرجه مسلم، کتاب الزهد والرقائق، (4/ 2272)، برقم:(2957)

22 سورۃ الحشر:18

23 سورۃ فصلت: 46

24 Muhammedanism: "An Historical Survey" 39

25 سورۃ انفال:29

26 سورۃ الأحزاب:39

27 ہارون یحیٰ، خوفِ خدا(مترجم: کامران امجد خان)۔ ص:22 , پبلیشر: خزینہ علم و ادب، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔

28 Muhammedanism: "An Historical Survey" 41

29 سورۃ النمل: 30

30 حافظ صلاح الدین یوسف (ترجمۃ: مولانا محمد جونا گڑھی) تفسیر احسن البیان ، ص: 5، دارالسلام پبلیشر.

31 سورۃ الذاریات:56